فلکیاتِ جدیدہ

تألیف

محدثِ اعظم، مفسر کبیر

حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی

رَحِمهُ اللهُ تَعالیٰ وَطَيّبَ آثارَه

ادارۂ تصنیف وأدب

==

ایک استفتاء اور اس کا جواب

مروجہ صلوۃ وسلام کی شرعی حیثیت

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مروجہ صلوٰۃ وسلام

استفتاء

(الف) بعض مساجد میں کچھ لوگ ایسا کرتے ہیں کہ جمعہ کی نماز یا دوسری نمازوں کے بعد التزام کے ساتھ جماعت بنا کر اور کھڑے ہو کر باآواز بلند بالفاظ ذیل سلام پڑھتے ہیں۔ یارسول سلام علیک یا نبی سلام علیک وغیرہ وغیرہ ان میں سے بہت سے لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس میں تشریف لاتے ہیں، یا ہر جگہ حاضر وناظر ہیں اس لئے یہ سلام خود سنتے اور جواب دیتے ہیں جو لوگ ان کے اس عمل میں شریک نہیں ہوتے اُن کو مطعون کرتے اور طرح طرح سے بدنام کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں عموماً مسجدوں میں نزاع اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں دریافت طلب یہ ہے کہ کیا اس طرح کا سلام پڑھنا مسجدوں میں جائز ہے؟ اور متولّیان مساجد کو اُس کی اجازت دینا چاہیے یا نہیں؟

(ب) جہاں مذکورہ طریقہ پر صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے وہاں

۱۔ رسول مقبول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس محفل میں تشریف لاتے ہیں۔ یا

۲۔ بغیر تشریف لائے سلام کو خود سُن لیتے ہیں۔ یا

۳۔ اس طرح کے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے آپ تک پہنچا دیتے ہیں۔ ان میں سے کون سی بات صحیح ہے؟

(ج) طریقہ مندرجہ بالا پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا قیام کے بغیر کیسا ہے اور قیام کے ساتھ ہو تو اس کا حکم کیا ہے؟

(د) اندرونِ مسجد یہ صلوٰۃ وسلام کیا حکم رکھتا ہے اور مسجد کے باہر اس کا کیا حکم ہے؟ جواب وصواب تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

والسلام!

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوالات کے جواب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اسلام میں تمام عبادات نماز۔ روزہ ذکر اللہ۔ تلاوت قرآن وغیرہ سب کے لئے کچھ آداب وشرائط اور حدود وقیود ہیں جن کی رعایت کے ساتھ یہ عبادات ادا کی جائیں تو بہت بڑا ثواب اور فلاح دنیا وآخرت ہے اور ان حدود وقیود سے ہٹ کر کوئی دوسری صورت اختیار کی جائے تو ثواب کے بجائے عذاب اور گناہ ہے۔ نماز تمام عبادات میں افضل ہے لیکن طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا حرام ہے۔ مقرر کردہ رکعات میں کوئی رکعت زائد کر دے تو حرام ہے۔ جماعت کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور اس سے نماز کے ثواب میں ستائیس گنا اضافہ ہو جاتا ہے لیکن کوئی نفل نماز کی جماعت کرنے لگے تو ممنوع اور گناہ ہے۔ روزہ کتنی بڑی عظیم عبادت اور اس کا ثواب کتنا بڑا ہے۔ مگر عیدین اور ایام نحر میں روزہ رکھنا حرام ہے، قرآن مجید کی تلاوت بہترین عبادت ہے لیکن رکوع وسجدہ کی حالت میں تلاوت ممنوع اور ایسے مقامات پر جہاں لوگ سننے کی طرف متوجہ نہ ہوں بلند آواز سے تلاوت ناجائز ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام افضل عبادات وموجبِ برکات اور سعادت دنیا وآخرت ہے مگر دوسری سب عبادات کی طرح اُس کے بھی آداب وشرائط ہیں جن کی خلاف ورزی کرنے سے ثواب کے بجائے گناہ لازم آتا ہے۔

مروجہ صلوٰۃ وسلام

(الف) جس ہئیت سے مساجد میں بطرز مذکور اجتماع اور التزام کے ساتھ درود وسلام کے نام پر ہنگامہ آرائی ہوتی ہے اُس کو درود وسلام کی نمائش تو کہا جا سکتا ہے درود وسلام کہنا اُس کا صحیح نہیں کیونکہ وہ بہت سے مفاسد کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

(۱) سب سے پہلی بات یہ ہے کہ مسجد پوری مسلمان قوم کی مشترک عبادت گاہ ہے اُس میں کسی فرد یا جماعت کو فرائض وواجبات کے علاوہ کسی ایسے عمل کی ہرگز اجازت نہیں دی جا سکتی جو دوسرے لوگوں کی انفرادی عبادت نماز۔تسبیح۔درود۔تلاوت قرآن وغیرہ میں خلل انداز ہو۔اگر وہ عمل سب کے نزدیک بالکل جائز اور مستحسن ہی کیوں نہ ہو فقہاء رحمہم اللہ نے تصریح فرمائی ہے کہ مسجد میں بآواز بلند تلاوت قرآن یا ذکر جہری جس سے دوسرے لوگوں کی نماز یا تسبیح وتلاوت میں خلل آتا ہو۔ناجائز ہے (شامی۔خلاصۃ الفتاویٰ) ظاہر ہے کہ جب قرآن اور ذکر اللہ کو بآواز بلند مسجد میں پڑھنے کی اجازت نہیں تو درود وسلام کے لئے کیسے اجازت ہو سکتی ہے۔

(۲) کسی نماز کے بعد اجتماع والتزام کے ساتھ بلند آواز سے درود وسلام پڑھنا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ وتابعین سے اور نہ ائمہ مجتہدین اور علمائے سلف میں سے کسی سے اگر یہ عمل اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محمود ومستحسن ہوتا تو صحابہ وتابعین اور ائمہ دین اس کو پوری پابندی کے ساتھ کرتے۔حالانکہ ان کی پوری تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا۔اس سے معلوم ہوا کہ درود وسلام کے لئے اجتماع اور التزام کو یہ حضرات بدعت وناجائز سمجھتے تھے جس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح بخاری ومسلم میں بروایت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا منقول ہے۔ **من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهورد** ۔یعنی جس شخص نے ہمارے دین میں کوئی نئی چیز نکالی جو اس میں داخل نہ تھی تو وہ مردود ہے۔اور صحیح مسلم میں بروایت حضرت جابرؓ وارد ہے۔ **وشرالامور محدثاتها وکل بدعته ضلالته** یعنی بدترین عمل وہ نئی چیزیں ہیں جو خود ایجاد کی جائیں اور ہر نو ایجاد عبادت گمراہی ہے۔عبادت کے نام پر دین میں کسی نئی چیز کا اضافہ تعلیمات رسول کو ناقص قرار دینے کا مرادف اور بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریف دین کا راستہ ہے۔اسی لئے حضرات صحابہ وتابعین نے اس معاملہ میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ **کل عبادۃ لم یتعبدها اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فلاتعبدوها (الی) وخذوابطریق من کان قبلکه** یعنی جس طرح کی عبادت صحابہ کرام نے نہیں کی تم بھی اُس کو عبادت نہ سمجھو بلکہ اپنے اسلامی صحابہ کا طریق اختیار کرو (کتاب الاعتصام للشاطبی ص ۳۱۱ ج ۲)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا **اتبعوا آثارنا ولاتبتدعوافقد کفیتم** ۔یعنی تم لوگ ہمارے (صحابہ کرام کے) آثار کا اتباع کرو اور نئی عبادتیں نہ گھڑو کیوں کہ تم سے پہلے عبادت کا تعین ہو چکا ہے۔

تنبیہ

یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ یہ سب کلام انفرادی درود وسلام کے بارے میں نہیں کیوں کہ انفرادی طور پر درود کی کثرت کے فضائل حدیث

مروجہ صلوٰۃ وسلام

وقرآن میں مذکوراورصحابہ وتابعین کا معمول ہے نہ اُس کے لئے کوئی وقت مقرر ہے نہ تعداد جتنا کسی سے ہوسکے اختیار کرے اور سعادت دارین حاصل کرے۔کلام صرف اُس کی مروجہ اجتماعی صورت میں ہے۔

اِسلام میں نماز سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں مگر اُس کی بھی نفلوں کی جماعت کو باتفاق فقہاء وائمہ مکروہ کہا گیا ہے تو کسی دوسری چیز کی جماعت بنا کر دوام والتزام سے کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔خصوصاً جب کہ کرنے والوں کواُس پر ایسا اصرار ہو جیسے فرض وواجب پر بلکہ اُس سے بھی زیادہ۔یہاں تک کہ جولوگ اس میں شریک نہ ہوں اُن پر طعن وتشنیع کی جائے۔ جوکسی حال جائز نہیں۔ کیونکہ اگر بالفرض یہ عمل بدعت بھی نہ ہوتا تب بھی زیادہ سے زیادہ ایک نفلی عمل ہوتا جس پر فرض وواجب کی طرح اصرار کرنے اور دوسروں کو مجبور کرنے کا کسی کو حق نہیں۔

جس کام پر اللہ ورسول نے کسی کو مجبور نہیں کیا کسی دوسرے کواس پر مجبور کرنے کا کیا حق ہے اور نہ کرنے کی صورت میں اُس پر طعن وتشنیع کرنا ایک مستقل کبیرہ گناہ ہے جس میں یہ حضرات ناواقفیت سے مبتلا ہوتے ہیں اور اُس پر غور نہیں کرتے کہ خود ان کے نزدیک بھی یہ عمل زیادہ سے زیادہ مستحب اور نفل ہے ایک نفل کی خاطر کبیرہ گناہ میں مبتلا ہونا کونسی دانشمندی ہے۔

(۳) خطاب کے الفاظ یارسول اللہ یا نبی اگر اس عقیدہ سے ہوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہرزمان ومکان میں موجود اور ہرجگہ حاضروناظر ہے کائنات کی ہرآواز کوسنتااور ہرحرکت کودیکھتا ہے۔اسی طرح (معاذ اللہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان خدائی صفات میں شریک ہیں تو یہ کھلا ہوا شرک اور نصاریٰ کی طرح رسول کو خدائی کا درجہ دینا ہے۔اور اگر یہ عقیدہ ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس میں تشریف لاتے ہیں تو گو بصورت معجزہ ایسا ہونا ممکن ہے مگر اُس کے لئے ضروری ہے کہ قرآن یا حدیث سے اس کا ثبوت ہو۔حالانکہ کسی آیت یا حدیث میں قطعاً اس کا کوئی ذکر نہیں۔اور بغیر ثبوت ودلیل کے اپنی طرف سے کوئی معجزہ گھڑ لینا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء ہے جس کے بارہ میں آپ نے فرمایا ہے:۔

من کذب علی متعمدًا فلیتبوع مقعده من النار یعنی جوشخص میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم سمجھ لے اور اگر اس طرح کا کوئی بھی غلط عقیدہ نہ ہو تب بھی موہم الفاظ ہیں جن میں اس عقیدۂ فاسدہ کوراہ ملتی ہے اس لئے بھی ان سے اجتناب ضروری ہے۔جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام کو یاعبدی کہہ کر پکارنے سے اسی لئے منع فرمایا کہ یہ الفاظ موہم شرک ہیں۔

البتہ روضہ اقدس کے علاوہ دوسرے مقامات میں اگر ان الفاظ خطاب کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضروناظر ہونے کا عقیدہ ہے تو کھلا ہوا شرک ہے۔اور مجلس میں تشریف لانے کا عقیدہ ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء اور بہتان ہے اور دونوں میں سے کوئی غلط عقیدہ نہیں تو بھی موہم شرک ہونے کی وجہ سے ایسے الفاظ ممنوع ہیں پھر اس ناجائز عمل پر اصرار کرنا دوسرا گناہ ہے اور فرض وواجب کی طرح اس کو ضروری سمجھنا تیسرا گناہ ہے اور اُس میں شریک نہ ہونے والے بے گناہ مسلمانوں کو بُرا بھلا کہنا اور مطعون کرنا چوتھا گناہ ہے اور مساجد میں بآواز بلند کہہ کر دوسرے مشغول لوگوں کے شغل میں خلل انداز ہونا پانچواں گناہ ہے۔

افسوس ہے کہ بہت سے نیک دل مسلمان قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ناواقف ہونے کے سبب

مروجہ صلوٰۃ وسلام

اس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعظمت کا نشان سمجھ کر اس میں شریک ہوتے ہیں یہ جذبۂ محبت وعظمت بلاشبہ قابلِ قدر ومبارکباد ہے مگر اس کا بے جا استعمال ایسا ہی ہے جیسے کوئی اللہ تعالیٰ کی محبت میں مغرب کی نماز تین کے بجائے چار رکعت پڑھے اور اپنے دل میں یہ حساب لگائے کہ ایک رکعت زیادہ پڑھی ہے تو مجھے ثواب اوروں سے زیادہ ملے گا حالاں کہ وہ کمبخت اپنی تین رکعتوں کا ثواب بھی کھو بیٹھا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اجتماع اور التزام کے ساتھ کھڑے ہوکر بآواز بلند مسجدوں میں درود وسلام پڑھنے کا مروجہ طریقہ سراسر خلاف شرع اور باہم نزاع وجدال اور مسجدوں کو اختلافات کا مرکز بنانے کا سبب ہے اس لئے متولیان مسجد اور اربابِ حکومت پر لازم ہے کہ مسجدوں میں اس کی ہرگز اجازت نہ دیں۔ اگر کسی کو کرنا ہے تو اپنے گھر میں کرے تاکہ کم ازکم مسجدیں تو شور وشغب اور نزاع وجدال سے محفوظ رہیں۔

(ب) سوال الف کے جواب میں واضح ہو چکا ہے کہ اس مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کا فیصلہ خود ایک حدیث میں اس طرح فرمایا ہے:۔

من صلى على عند قبرى سمعته ومن صلى على نائيا ابلغته (مشکوٰۃ از بیہقی) یعنی جو شخص میری قبر کے پاس درود وسلام پڑھتا ہے اُسے میں خود سنتا ہوں اور جو دُور سے درود وسلام بھیجتا ہے وہ (فرشتوں کے ذریعہ) مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

(ج) جس طرح ذکر اللہ تلاوت قرآن کھڑے ہوکر بیٹھ کر بلکہ لیٹ کر بھی ہر طرح جائز ہے۔ اسی طرح درود شریف بھی ہر طرح جائز ہے ہاں اگر کوئی کھڑے ہوکر پڑھنے کو ضروری اور اُس کے خلاف کو بے ادبی سمجھے تو یہ ایک غیر واجب کو اپنی طرف سے واجب قرار دینے کی وجہ سے ناجائز ہے خصوصاً جب کہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درود شریف کو بیٹھ کر پڑھنے کی سنت جاری فرمائی ہے تو بیٹھ کر درود وسلام پڑھنے کو خلاف ادب کہنا اس حکم ربانی اور تعلیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ قرآن کو صرف کھڑے ہوکر پڑھنا چاہیے۔ بیٹھ کر پڑھنا بے ادبی ہے۔

(د) جواب الف میں واضح ہو چکا ہے کہ بطرز مذکور سلام پڑھنے کے لئے اجتماع والتزام تو بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے جو مسجد میں بھی ناجائز ہے اور مسجد سے باہر بھی۔ فرق صرف یہ ہے کہ مسجد میں اگر کوئی بیٹھ کر مسنون درود وسلام کے الفاظ کو بھی بآواز بلند اس طرح پڑھے جس سے دوسرے حاضرین مسجد کے شغل میں خلل آتا ہو تو وہ بھی ناجائز ہے۔ اور مسجد سے باہر اس کی گنجائش ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

ہمدردانہ مشورہ

ہر شخص کو اپنی قبر میں سونا اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے اور ان معاملات میں جتھ بندی اور قدیم آبائی رسوم پر ضد اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر سنجیدگی کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو سمجھنا چاہیے اور یہ غور کرنا چاہیے کہ دنیا کے تو تمام معاملات میں ہمارے جھگڑے چلتے ہی رہتے ہیں کم از کم اللہ کے گھر اور عبادت نماز کو تو ہر طرح کے جھگڑے فساد سے محفوظ رکھا جائے۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ
دار العلوم۔ کراچی
۱۹۸۱۔۱۱۔۱۲

================